نہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے :" **یحمل هذا العلم من کل خلف عدول ، ینفون عنه تحریف الغافلین ، انتحال المبطلین ، و تاویل الجاهلین (۱۱)**

ڈاکٹر محمود طحان صاحب فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر کا یہ موقف علماء کے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا معنی یہ ہوتا : لیحصل ھذا العلم من کل خلف عدولہ . کہ یہ علم ہر نالائق اور اس -علم- کے دشمن سے حاصل کر لینا چاہیئے اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی اس علم کو حاصل کئے ہوئے ہیں جو عادل نہیں ہیں - خاص طور پر ہمارے اس زمانے میں (تو اکثر کی حالت ایسی ہی ہے)-

راوی کے ضبط کو جاننے کا کیا طریقہ ہے ؟

راوی کے ضبط کو جاننے کے لیے یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ دیگر ثقہ متقی روات کے موافقت کر رہا ہے ؟اگر وہ ان کے موافق ہو تو وہ ضابطہ سمجھا جائے گا - اس کی جزوی مخالفت نقصان دہ نہیں ہے - اور اگر وہ اکثر ان کی مخالفت کرتے ہوں تو وہ ضابطہ متصور نہیں ہوگا اور ان کے مقابلے میں اس کی روایت قابل حجت نہیں ہو گی-

کیا مبہم جرح و تعدیل قابل قبول ہو گی ؟

الف) صحیح اور مشہور مذھب کے مطابق مجمل تعدیل قابل قبول ہو گی کیونکہ تعدیل کے متعدد اسباب ہیں اور ان سب کا ذکر مشکل ہے کیونکہ اگر اسباب بیان کرنے کی شرط ضروری رکھی جائے تو اس سلسلے کی تمام مثبت و منفی عبارات کو نقل کرنا پڑے گا جو بہر حال ایک مشکل کام ہے (۱۲)

ب) باقی رہی جرح تو مبہم قابل قبول نہیں ہو گی - کیونکہ اس کے اسباب کا ذکر کرنا مشکل نہیں ہے - دوسرے یہ کہ اسباب جرح میں لوگوں کا اختلاف ہے اور بعض دفعہ نااہل بھی جرح کرتا ہے -

ابن صلاح نے کہا ہے کہ : یہ فقہ و اصول کا ضابطہ ہے جس کا ذکر خطیب بغدادی نے بھی کیا ہے (۱۳) اور یہی حفاظ و نقاد ائمہ حدیث کا مذہب ہے جن میں امام بخاری و مسلم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں - یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے ایسے لوگوں سے بھی روایت کی ہیں جن پر لوگوں نے جرح کی ہے جیسے عکرمہ (۱۴) مولی ابن عباس رضی اللہ عنھما اور اسماعیل بن ابی اویس (۱۵) عاصم بن علی (۱۶) عمرو بن مرزوق (۱۷) وغیرہ - امام مسلم (۱۸) نے سوید بن سعید (۱۹) اور ان لوگوں سے روایت لی ہیں جن کے بارے میں لوگوں نے طعن کیا ہے اس طرح ابو داؤد سجستانی (۲۰) نے کہا ہے - ائمہ حدیث کے اس طرز عمل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ مبہم جرح قابل قبول نہیں ہو گی بلکہ اس کے اسباب کا ذکر ضروری ہے (۲۱)

کیا جرح و تعدیل ایک ہی قول سے ثابت ہو جاتی ہے ؟

صحیح بات یہ ہے کہ جرح و تعدیل اہل فن کے ایک ہی قول سے ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ قائل غلام یا

عورت ہی ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس کے لیے دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شہادت میں ہوتا ہے- لیکن خطیب بغدادی کا کہنا ہے کہ " یہ قول ضعیف اور غیر معتمد ہے "(۲۲)

ایک ہی راوی میں جرح و تعدیل کا اجتماع :

اگر ایک ہی راوی میں جرح و تعدیل جمع ہو جائیں تو اس سلسلے میں ترجیح کس کو حاصل ہو گی ؟ اور کس کو ترک کیا جائے گا ؟ اگر جرح مفسر ہو تو راجح قول کے مطابق اسے تعدیل پر مقدم سمجھا جائے گا اور اگر جرح مبہم ہو تو تعدیل مقدم ہو گی - ایک قول یہ ہے کہ اگر تعدیل کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہو تو تعدیل ہی مقدم ہو گی لیکن یہ قول قابل اعتماد نہیں ہے (۲۳)

جرح و تعدیل کے الفاظ اور مراتب

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے اپنی کتاب " الجرح و التعدیل " کے مقدمے میں الفاظ جرح و تعدیل کے چار مراتب بیان فرمائے ہیں اور ان کا حکم ذکر کیا ہے - پھر علامہ ذہبی (۲۴) اور اس کے بعد علامہ عراقی (۲۵) نے مراتب تعدیل میں ایک مرتبے کا اضافہ کیا ہے اور یہ مرتبہ ابن ابی حاتم کے پہلے مرتبہ تعدیل سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ ہے کہ لفظ توثیق کو مکرر بار ذکر کیا جائے جیسے : ثقہ ثقہ یا ثقہ حجۃ پھر ان کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی نے مذکورہ دونوں حضرات ذہبی اور عراقی کے مراتب پر ایک مرتبے کا اضافہ کیا ہے جو ان کے مرتبے سے بھی اعلیٰ ہے اور وہ ہے صیغہ تفضیل کا استعمال جیسے اوثق الناس یا اثبت الناس تو اس طرح اب مراتب تعدیل کی تعداد چھ ہو گئی ہے-

مراتب تعدیل میں مذکورہ اضافوں کی طرح بعض علماء کرام نے مراتب جرح میں بھی اضافے کئے ہیں اور ان کی تعداد بھی اب چھ ہو گئی ہے - اب ذیل میں ہم الفاظ کو جرح و تعدیل ان کے مراتب اور حکم ذکر کرتے ہیں-

الفاظ تعدیل کے مراتب

۱) توثیق کا ایسا لفظ جو مبالغے پر دلالت کرے یا " افعل " کے وزن پر ہو - یہ (تعدیل) کا سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے جیسے (۱) فلاں الیہ المنتہٰی فی التثبت ، (۲) لااعرف لہ نظیراً فی الدنیاء (۳) فلان اثبت الناس ، (۴) اوثق الخلق ، او (۵) اوثق من ادرکت من البشر " یہ تمام توثیق کے ایسے الفاظ ہیں جو مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں کہ میں دنیا میں اس کی نظیر نہیں جانتا - یا فلاں لوگوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے وغیرہ وغیرہ-

۲) دوسرے مرتبہ میں وہ الفاظ ہیں جن میں کسی صفت کو تاکیداً یا توثیق کے الفاظ مکرر بار ذکر کئے جائیں جیسے : ثقۃ ثقۃ یا ثقۃ ثبت یا ثقۃ حجۃ یا ثقۃ مامون یا ثقۃ حافظ -

۳) تیسرا درجہ ان الفاظ کا ہے جو بغیر تاکید کے توثیق پر دلالت کریں، جیسے: ثقۃ، یا حجۃ یا ثبت یا کانہ مصحف یا عدل ضابطہ -

۴) اس کے بعد وہ الفاظ ہیں جو صرف تعدیل پر دلالت کریں اور ضبط کا ان میں ذکر نہ ہو - جیسے: صدوق یا محلّہ صدوق یا لا باس بہ (یہ ابن معین کے علاوہ دوسرے ائمہ کے نزدیک ہے) کیونکہ اگر لاباس بہ کا لفظ ابن معین استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہے یا مآمون یا خیار وغیرہ -

۵) پانچویں نمبر پر وہ الفاظ ہیں جو کسی کی توثیق و تجریح پر دلالت نہ کرتے ہوں - جیسے فلان شیخ یا روی عنہ الناس یا الی الصدق ما ھو یا وسط یا شیخ وسط -

۶) آخر میں وہ الفاظ ہیں جو جرح کے زیادہ قریب ہوں، جیسے فلان صالح الحدیث یا یکتب حدیثہ یا یعتبر بہ یا مقارب الحدیث یا صالح

ان کے مراتب کا حکم

۱) اگر کسی راوی کے متعلق پہلے تین الفاظ میں کوئی لفظ استعمال کیا گیا ہو تو وہ قابل حجت ہے اگرچہ ان تینوں میں فرق ہے کہ بعض بعض سے قوی ہیں

۲) چوتھا اور پانچواں لفظ اگر کسی راوی کے متعلق ہو تو وہ قابل حجت نہیں ہوں گے لیکن ان کی حدیث لکھ ضرور لی جائے گی اور ان کو آزمایا جائے گا (۲۶) یعنی انکی احادیث کا ثقہ رواۃ کی روایات کے ساتھ تقابل کیا جائے گا اگر وہ ثقہ کی روایات کے موافق ہوں تو قابل حجت ہوں گی ورنہ نہیں)

باقی ظاہر ہے کہ ان دونوں مراتب کا آپس میں بھی فرق ہے کہ چوتھا اور پانچویں سے اچھا ہے -

۳ باقی رہے چھٹے مرتبے کے رواۃ وہ تو قابل اعتماد نہیں ہیں لیکن ان کی احادیث عبرت (اعتبار) کے لیے لکھی جائیں گی نہ کہ اختیار (آزمائش) اس کا مفہوم نمبر ۲ پہر گذر چکا ہے اس کے لیے کیونکہ ان کے عدم ضبط کا معاملہ تو بالکل ہی واضح ہے -

الفاظ جرح کے مراتب

۱) ایسے الفاظ جو انتہائی نرمی پر دلالت کرتے ہیں یہ جرح کا سب سے نرم (ہلکا) مرتبہ ہے جیسے فلان لین الحدیث یا فیہ مقال یا فی حدیثہ ضعیف یا لیس بذاک یا لیس مآمون -

۲) ایسے الفاظ جن میں (راوی کے) عدم احتجاج کی حرمت کی گئی ہو یا اس کے مشابہ الفاظ جیسے (فلان لا یحتج بہ یا ضعیف یا لہ مناکیر (۴) یا ضعفوہ (یعنی فلان کی روایت قابل حجت نہیں ہے یا وہ ضعیف ہے

یاان ان منکر روایات یانا قابل اعتبار حدیثیں ہیں یااہل فن نے اسے ضعیف قرار دیا ہے-

(۳) ایسے الفاظ جن میں کسی راوی کی روایت نہ لکھنے (لینے) کی صراحت کی گئی ہو (یعنی ان کی حدیثیں لکھی بھی نہیں جائیں گی) جیسے لا یکتب حدیثہ یالا تحل الروایۃ عنہ یاضعیف جدایاواہ عبرۃ یاطرحوا حدیثہ-

(۴) ایسے الفاظ (جرح) جوراوی کے متہم بالکذب ہونے پر دلالت کریں جیسے فلاں متہم بالکذب یا متہم بالوضع یا یسرق الحدیث یاساقط یالیس بثقۃ-

(۵) ایسے الفاظ جوراوی کے موصوف بالکذب پر دلالت کریں جیسے فلان کذاب یاد جال یاوضاع (حدیثیں وضع کرنے والا جعلی حدیثیں بیان کرنے والا) یایکذب یایضع-

(۶) ایسے الفاظ جو کذب میں مبالغہ پر دلالت کریں جیسے (یہ جرح کے مراتب میں سب سے سخت ہے) فلان اکذب الناس یاالیہ المنتھی فی الکذب یا (۳) ھورکن الکذب یا (۴) ھو معدن الکذب یا (۵) **الیہ المنتھی** فی الوضع-

ان مراتب کا حکم

(۱) جرح کے پہلے دو مراتب کے روات کی احادیث تو ظاہر ہے کہ نا قابل اعتماد ہیں لیکن ان کی حدیثیں صرف اعتبار کے لیے لکھی جائیں (باقی ظاہر ہے کہ ان دونوں مراتب کا آپس میں بھی فرق ہے-

(۲) باقی رہی بات آخری چار مراتب کی روات کی- تیسرا چوتھا، پانچواں اور چھٹا نہ توان کی حدیثیں لکھی ہی جائیں گی اور نہ ہی ان کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتیں کہ وہ مضبوط (قابل اعتماد) ہو اور نہ کوئی اور روایت ان کی وجہ سے ہی قابل اعتماد ہو سکتی ہے-

خلاصہ بحث

حدیث اسلامی احکامات کو جاننے کا دوسرا ذریعہ ہے- قرآن، ذریعہ اول کی حفاظت کا ذمہ تو خود اللہ تعالی نے لے رکھی ہے احادیث کی حفاظت کیلئے جو ذرائع اختیار کئے گئے اس کے لیے فن جرح و تعدیل وجود میں آیا اور اس کے لیے وضع کردہ اصول کے ذریعے ہی ہم حدیث کی درجہ بندی کر کے متصل مرسل، موقوف اور مقطوع وغیرہ کا حکم لگا کر حدیث صحیح ہے حدیث ضعیف ہے حدیث موضوع ہے وغیرہ کہہ سکتے ہیں-

مراجع مصادر و حواشی

۱) القاموس : ۱/ ۳۱۴-

۲) سابق مرجع : ۴/ ۲۷۱-

۳) علوم الحدیث، ابن الصلاح-ت : د : نورالدین عتر، نشر المکتبہ العلمہ ط، الاصیل حلب، ص ۹۴-

۴) سابق مرجع، ص ۹۵-

۵) امام مالک بن انس کے حالات کے لیے دیکھیں : **جامع الاصول لابن الجزری ۱۸۰/۱ ؛ التاریخ الکبیر ، امام بخاری ۳۱۰/۷ –الطبقات للسبکی ۱٤٥/٥ – حلیته الاولیاء ابو نعیم اصفہانی ۳۱٦/٦ ، تہذیب التھذیب ، ابن حجر عسقلانی ٥/۱۰ تذکرة الحفاظ للذهبی ٤۹/۲ ، سیر اعلام النبلاء ، ذہبی ٥۹/٦ – دفیات الاعیان ، ابن خلکان ٥٥٥/۱ ، تہذیب الاسماء واللغات محی الدین بن شرف نودی ۹۳/۱ – البدایة والنهایة ، ابن کثیر ۱۷٤/۱۰ –**

٦) سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الحلالی، الکوفی، (م ۹۸ھ) التھذیب ۱/ ۳۱۲-

۷) سفیان ثوری کا پورا نام : سفیان بن سعید بن مسروق ہے (۹۲-۱۶۱ھ) تہذیب ، ابن حجر عسقلانی ۴/ ۱۱۱-۱۱۵-حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی ۲/ ۳۵۶ ومابعد -

۸) امام اوزاعی کا پورا اسم گرامی : عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی ہے (۸۸-۱۹۷ھ) تہذیب الاسماء واللغات نودی ۱/ ۲۹۸-۳۰۰، البدایہ والنھایۃ ابن کثیر ۱۰/ ۱۱۵-۱۲۰-

۹) لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن، ابو الحارث المصری (م ۱۷۵ھ) تقریب التھذیب ابن حجر عسقلانی ۲/ ۱۳۸-

۱۰) الکفایۃ فی علم الروایۃ خطیب البغدادی-ط : دائرۃ المعارف العثمانیہ، الھند، ص ۸۷-۸۶-

۱۱) اسے ابن عدی نے " الکامل" میں ذکر کیا ہے-ابن عدی کے علاوہ اور لوگوں نے بھی ذکر کیا ہے- علامہ عراقی کا کہنا ہے کہ یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے جو تمام کے تمام ضعیف ہیں-اس لیے اس روایت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا اور بعض علماء نے اس کے کثرت طرق کی وجہ سے اسے " حسن" کہا ہے- تفصیل کے لیے دیکھیں : تدریب الراوی ۱/ ۳۰۲-۳۰۳-

(۱۲ علوم الحدیث ابن صلاح ص : ۹٦

(۱۳ خطیب بغدادی کے حالات کے لیے دیکھیں : **شذرات الهذب ، ابن العماد الحنبلی ۳ / ۳۱۱ - النجوم الزاهرة فی ملوك مصر والقاهرة علامه تغری بروی ۷/۲٦ ، هدایته العارفین ، اسماعیل باشا ۱ / ۲۸۱ -**

(۱۴ عکرمہ بن عبد اللہ ، مولی ابن عباس (م ۱۰۷ھ) **تقریب التهذیب ابن حجر عسقلانی ۲ / ۳۰ - قال معین بن عیسی : کان مالك لایری عکرمة ثقة - ویامر ان لایؤ خذعة - قال ابن علیة : ذکره ایوب فقال ء کان(عکرمة) قلیل العقل - تهذیب التهذیب ابن حجر عسقلانی ۷ / ۲۳۸-**

(۱۵ اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر الا صحبی (م ۲٦ ھ) تقریب التھذیب ، ابن حجر ۱ / ۷۱-ابو طالب نے اس کے بارے میں کہا : لاباس بہ - ابن ابی خیثمۃ نے ان کے بارے میں ابن معین کا قول نقل کیا ہے : **صدوق ضعیف العقل لیس بذك انه لایحسن الحدیث ولایعرف ان یؤدیه اویقراة من غیر کتابة - ابن معین نے ان کے متعلق کہا ہے مخلط ، یکذب لیس بشئی - امام نسائی نے کہا ہے : ضعیف اور ایك جگه کہا ہے غیر ثقة - تهذیب التهذیب ، ابن حجر ۱ / ۲۷۱-**

(۱٦ عاصم بن علی بن عاصم بن صهیب ابو اسطی (م ۲۱ھ) **تقریب التهذیب** ۱ / ۳۷۴ ، امام احمد بن حنبل احمد ابن معین اور ابو حاتم نے انکو ضعیف کہا ہے، الجوز جانی نے کہا ہے -یضعف حدیثہ- امام بخاری نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے اور امام ترمذی نے ایک جگہ ان کو ضعیف الحدیث کہا ہے اور دوسری جگہ **لیس بثقة** کہا ہے- تہذیب التھذیب ۵ / ۴۵-

(۱۷ عمرو بن مزروق الباھلی ابو عثمان البصری (م ۲۴ ھ) تقریب التھذیب ۲ / ۷۸) ابن عمار نے ان کے متعلق کہا ہے لیس بشیء اور حاکم نے ان کے بارے میں دار قطنی کا یہ قول نقل کیا ہے صدوق کثیر الوھم اور خود حاکم کا قول انکے متعلق ہے سیئی لفظ- **تهذیب التهذیب** ۸ / ۸۹امام مسلم بن حجاج القشیری کے حالات کے لیے دیکھیں تقریب التھذیب ۲ / ۲۴۵-

(۱۹ **سوید بن سعید بن سهل الهروی الاصل** (م ۴۰ھ) تقریب التھذیب ۱ / ۲۴۰، امام نسائی نے ان کے بارے میں کہا ہے : لیس بثقتہ ولا مامون- علی ابن مدینی کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے والد سے ایک مرتبہ ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے : فرک راسہ د قال لیس بشیء مزید تفصیل کے لیے دیکھیں، **تهذیب التهذیب** ۴ / ۲۴۰-۲۴۲-

(۲۰ ابو داؤد سجستانی کا پورا نام سلیمان بن اشعث ہے- مزید تفصیل کے لیے دیکھیں معجم المؤلفین عمر رضا کحالہ ۴/ ۲۵۵- **وفیات الاعیان ، ابن خلکان**۱/ ۲۶۸-۲۶۹- تاریخ بغداد ۹/ ۵۵-۵۹ **البدایۃ والنہایۃ ، ابن کثیر**۱۱/ ۵۴-۵۶ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ۷/ ۱۴۲- **تذکرۃ والحفاظ ، ذہبی** ۲/ ۱۵۲-۱۵۴-

(۲۱ علوم الحدیث، ص : ۹۶-۹۷ یہ اس راوی کے بارے میں جرح و تعدیل دونوں مذکور ہوں- اگر کسی راوی کے بارے میں مبہم جرح (مبہم) تعدیل کے بغیر ذکر کی جائے تو وہ قابل قبول ہوگی-

(۲۲ **الکفایۃ**، ص : ۹۶-۹۷-

(۲۳ علوم الحدیث، ص : ۹۹- اور الکفایۃ ص ۱۰۵- یہاں تو مفسر جرح کی صراحت نہیں کی گئی البتہ ایک دوسری جگہ اس بات کی صراحت ہے کہ جرح صرف مفسر ہی قبول کی جائے گی-

(۲۴ ان کا پورا نام : محمد بن احمد بن عثمان الدمشقی **الذہبی** الشافعی ہے اور ان کی کنیت ابو عبد اللہ شمس الدین ہے (۶۷۳-۷۴۸ھ) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں : **شذرات الذہب** ۶/ ۱۵۳-۱۵۴

(۲۵ ان کا پورا نام : **حافظ عبدالرحیم بن الحسین العراقی** (۶-۸ھ) **الرسالتہ المستطرفہ** کتانی ص :

۱۳۹-

(۲۶ علوم الحدیث، ابن صلاح ص ۱۱۰- التقریب، نووی ۱/ ۳۴۳- **التدریب ، سیوطی** ۱/ ۳۴۳- **فتح المغیث سخاوی** ۱/ ۲۶۸-